بسم اللہ الرحمن الرحیم

والعصر ۝ ان الانسان لفی خسر ۝

جامعہ عثمانیہ پشاور کا ترجمان

ماہنامہ العصر

پشاور پاکستان

مدیر مسئول

مُفتی غُلام الرحمٰن

جون ۱۹۹۵ء محرم ۱۴۱۵ھ

جامعہ عثمانیہ

نوتھیہ روڈ ۝ پشاور

سلسلۂ مطبوعات ۵

لن ینال [illegible] ـها ولا دماؤها ولکن یناله التقوی منکم

(القرآن)

قربانی

اور اُس کی اہمیت

قربانی کی شرعی حیثیت، اہمیت، ضرورت اور فضیلت ○ فلسفہ اور فوائد وثمرات کی دلنشین تشریح ○ ضروری مسائل اور آداب و مستحبات کا بیان ○ بعض جدت پسندوں کے اشکالات کے جوابات ○ احکام عیدین و ذبح اور دیگر کئی اہم مباحث کا تفصیلی جائزہ ○ خطباء، علماء اور عام لکھے پڑھے حضرات کے لیے ایک نادر تحفہ۔

تالیف : مُفتی حفیظ الرحمٰن

افتتاحیہ : شیخ القرآن مولانا سعید الرحمٰن (خطیب صاحب) اوگی

پیش لفظ : مولانا مفتی غلام الرحمٰن دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک

○

دارالتصنیف والتالیف دارالعلوم سعیدیہ اوگی

ضلع مانسہرہ ○ صوبہ سرحد (پاکستان)

جامعہ عثمانیہ پشاور کا ترجمان ماہنامہ

جون ۱۹۹۵ء محرم الحرام ۱۴۱۵ھ
جلد ۱ شمارہ ۶

العصر
پشاور پاکستان

مجلس ادارت
- سرپرست: شیخ الحدیث مولانا سید شیر علی شاہ پی ایچ ڈی مدینہ منورہ
- مدیر مسئول: مفتی غلام الرحمٰن
- نائب مدیر: مولانا ذاکر حسن نعمانی
- ناظم: مفتی فضلِ خالق

فہرستِ مضامین

۱۔ ہندوؤں کی ایک اور درندگی ۔ مدیر مسئول ۲
۲۔ خود بینی کا نتیجہ ۔ انتخاب از آپ بیتی ۵
۳۔ مفادِ عامہ اور مساجد ۔ مفتی غلام الرحمٰن ۱۵
۴۔ محرم الحرام کے تقاضے ۔ مولانا ذاکر حسن نعمانی ۲۲
۵۔ عظمتِ مساجد ۔ مولانا محمد عرفان ۲۶
۶۔ زبانِ خلق ۔ ۳۶
۷۔ اخبار الجامعہ ۔ مولانا حسین احمد ۳۸
۸۔ تبصرہ کتب ۔ مولانا حسین احمد ۳۹

بدلِ اشتراک
فی پرچہ ۶ روپے
سالانہ اندرون ملک ۵۰ "
بیرون ملک : ۱۰ ڈالر

رابطہ
دفتر : ۰۵۲۱-۲۷۲۵۶۱
گھر : ۰۵۲۲۹-۷۶۱

خط و کتابت:
ماہنامہ العصر پوسٹ بکس نمبر ۱۱۰۹
جامعہ عثمانیہ پشاور کینٹ پاکستان

ترسیلِ زر:
ماہنامہ العصر اکاؤنٹ نمبر ۷۸۸
یونائیٹڈ بینک
[illegible] مسجد روڈ پشاور صدر

پبلشر: مفتی غلام الرحمٰن
طابع: سرحد پریس پشاور
مقام اشاعت: جامعہ عثمانیہ نزد
[illegible] خان ترتیب روڈ پشاور صدر

ہندوؤں کی ایک اور درندگی

اسلامی تاریخ کے عظیم ورثہ "بابری مسجد" کی شہادت کے بعد بھارت نے ایک اور بزدلانہ قدم اٹھا کر حضرت شیخ نور الدین کے مقبرہ، اس سے ملحقہ مسجد اور مسلمانوں کی بستی کو آگ لگا کر درندگی کا عظیم مظاہر کیا۔ مساجد مسلمانوں کا مذہبی سرمایہ ہیں۔ یہ شعائر اللہ میں سے ہیں۔ جنکی تعظیم اور تحفظ مسلمان اپنا دینی اور مذہبی فریضہ سمجھتے ہیں۔ یہ کسی مٹی اور لکڑی یا سیمنٹ اور سریا سے بنی ہوئی عمارت کو آگ لگانا نہیں بلکہ مسلمانوں کے ضمیر پر حملہ ہے بھارت کو یاد رکھنا چاہیے۔ کہ یہ وادی کشمیر یا ہندوستان کے مسلمانوں سے زیادتی نہیں بلکہ پورے عالم اسلام پر حملہ کے مترادف ہے۔ ایسے بزدلانہ اور بہیمانہ ہتھکنڈوں سے کشمیریوں سے ضمیر کو خریدا جاسکتا ہے۔ اور نہ وادی کشمیر میں ظلم و بربریت کے خلاف آزادی کی لگی ہوئی آگ بجھائی جاسکتی ہے ایسے انسانیت سوز سلوک کشمیریوں کو آزادی کی جدوجہد میں نئے رخ اختیار کرنے پر مجبور کرتا ہے۔ جس سے انداز ہوتا ہے۔ کہ آزادی کی منزل قریب ہے۔

بھارت کی اس درندگی کی جتنی مذمت کی جائے وہ کم ہے یہ ایسی بدیہی حقیقت ہے۔ جو کسی دلائل اور براہین کے سہارا لینے کا محتاج نہیں۔ یہی وجہ ہے۔ اس ننگی جارحیت اور شعائراللہ کی ضمیر سوز بے حرمتی کے خلاف پوری دنیا سراپا احتجاج بن گئی۔ لیکن اس نازک موقعہ پر ہمیں پاکستان کے نااہل سیاست دان اور نسوانی قیادت کے غیر ذمہ دارانہ رویہ پر سخت افسوس ہے۔ آج پاکستان کی غیر سنجیدہ سیاست پر جتنا رویا جائے وہ کم ہے۔ اس کے سوا ہماری بدقسمتی اور کیا ہوگی؟ کہ ہندوستان کے ظلم و زیادتی کے خلاف ہم ایک آواز اٹھانے پر متحد نہ ہوئے۔ ہر ایک نے اپنا الو سیدھا کرنے کی کوشش کی۔ حزب اختلاف نے احتجاج کے لئے

محسوس کیا۔ تو حزب اقتدار اس دن ظلم کے خلاف آواز اٹھانے میں عار
لگے۔ اور کسی نے تمام سفر میں اپنے تشخص بحال رکھنے کی کوشش
''ی'' شہادت کے موقعہ پر شاید ہماری کمزوری کا احساس کرکے
ہمارا چرار شریف کی جرأت کی۔ معلوم نہیں کہ اس دفعہ ہماری بے
کیا فائدہ اٹھائے گا۔ اس لحاظ سے حزب اختلاف و اقتدار دونوں کا
بدمست ہے۔

''تو پاکستان کی ایسی پالیسی ہے۔ جس پر حزب اختلاف و اقتدار دونوں
کسی کو اختلاف کی گنجائش نہیں۔ جو حکمران آئے۔ خواہ فوجی ہو یا عام
ہر ایک اپنی بقاء ''کشمیر بنے گا پاکستان'' کے نعرہ میں مضمر سمجھتا ہے۔
حکومت نے کشمیر پالیسی صرف بابائے جمہوریت کی کمزور اور ناتوان
محدود کر رکھی ہے۔ جو کبھی کبھار کشمیر کمیٹی کا اجلاس اپنا رزق حلال
کا ذریعہ سمجھتے ہیں۔ ورنہ عملی میدان میں کشمیر کمیٹی کی خدمات قوم کے
نصف صدی تک تو امریکہ بہادر کشمیر کے مسئلہ سے نابلد رہا۔ یہ تو
اعظم صاحبہ کے دورہ امریکہ کی برکت ہے۔ کہ کلنٹن انتظامیہ نے مسئلہ کشمیر
متنازعہ مسئلہ کی حیثیت سے تسلیم کیا۔ اگرچہ امریکہ کا یہ اقدام ہمیں بہت مہنگا
اس کے لئے حکومت نے مجاہدین کشمیر سے تعاون کرنے والوں کے دفاتر
مہر کیے۔ ان کے رسائل و جرائد کو ضبط کرکے تحریک آزادی کی آواز کو دبایا۔
کشمیریوں سے تعاون جرم تصور کیا گیا۔ اس سے بے چارے کشمیریوں کو فائدہ نہیں
بلکہ نقصان پہنچا۔ تاہم امریکہ بہادر کی خوشنودی ہماری بڑی کامیابی ہے۔ اگر ہم یہ
کامیابی سمجھیں۔ یہی وجہ ہے امریکہ نے اپنی کامیاب پالیسی کا اعلان کرتے ہوئے
کہا۔

> ''کہ وہ پاکستان کی طرف سے کشمیری مجاہدین کو دی
> جانے والی مدد روکنے میں کامیاب ہوگئی۔ ابھی وہ نجی
> اداروں کی طرف سے دی جانے والی مدد بند کرانے
> کی کوشش کر رہی ہے۔

حالات کا تقاضا ہے۔ کہ کشمیر کے بارے میں ہم مضبوط، مستحکم اور دو ٹوک [illegible]
اپنائیں۔ جو بھی ہو۔ خواہ حزب اختلاف میں ہو۔ یا حزب اقتدار میں [illegible]
اس کی کشمیر پالیسی متاثر نہ ہو۔ ایسے قومی مفادات میں الاہمیت کو [illegible]
امریکہ سے قرب کے بجائے بعد میں اپنی عافیت سمجھیں۔ ایسا نہ ہو۔ کہیں [illegible]
میں اسرائیل اور عربوں سے کئے ہوئے تجربہ کو امریکہ ہم پر دوبارہ آزمائے [illegible]
کے لبادہ میں ہمیں بے دست و پا کرے۔ ہمارے ایٹمی پروگرام کو بند کرائے [illegible]
بجٹ کم کرنے پر آمادہ کرے اور پھر آخر کار بھارت کے سامنے سجدہ کرنے پر [illegible]
کرے۔ خدانخواستہ اگر ایسی پالیسی کو ہم نے کامیابی سمجھی۔ تو اس سے بڑھ کر [illegible]
لئے اور خسارہ نہیں ہوگا۔ والعصر ان الانسان لفی خسر۔

سلام الرحمن
۲۹/۱۲/۱۴۱۵ھ

اپیل

مدرسہ عائشہ بنات الاسلام محلہ عیدگاہ اکوڑہ خٹک کی عمارت کی تعمیر مخیر دیندار حضرات کے دینی تعاون کی منتظر ہے۔ تمام مسلمان بہن بھائیوں سے اپیل ہے کہ آگے بڑھ کر اس کار خیر میں مدد فرما کر اس مقدس منصوبہ کو پایہ تکمیل تک پہنچائیں۔ ان شاء اللہ اللہ تعالیٰ دونوں جہاں کی بھلائیاں نصیب فرمائیں گے۔

پتہ :۔ حضرت مولانا عبدالحلیم منتظم مدرسہ عائشہ بنات الاسلام محلہ عیدگاہ اکوڑہ خٹک ضلع و تحصیل نوشہرہ

Scanned with CamScanner

عبدالشافع

خود بینی کا نتیجہ

سن ہجری کی دوسری صدی ختم پر ہے۔ آفتاب نبوت غروب ہوئے ابھی بہت زیادہ مدت نہیں گذری۔ لوگوں میں امانت، دیانت اور تدین وتقویٰ کا عنصر غالب ہے اسلام کے ہونہار فرزند جن کے ہاتھ پر اس کو فروغ ہونے والا ہے۔ کچھ برسرکار ہیں اور کچھ ابھی تربیت پا رہے ہیں۔ ائمہ دین کا زمانہ ہے ہر ایک شہر علماء دین وصلحاء متقین سے آباد نظر آتا ہے۔ خصوصاً مدینۃ الاسلام (بغداد) جو اس وقت مسلمانوں کا دارالسلطنت ہے اپنی ظاہری اور باطنی آرائشوں سے آراستہ ہو کر گلزار بنا ہوا ہے ایک طرف اگر اس کی دلفریب عمارتیں اور ان میں گذرنے والی نہریں دل لبھانے والی ہیں تو دوسری طرف علماء اور صلحاء کی مجلسیں درس وتدریس کے حلقے ذکروتلاوت کی دلکش آوازیں خدائے تعالیٰ کے نیک بندوں کی دلجمعی کا ایک کافی سامان ہے۔ فقہاء ومحدثین اور عباد وزہاد کا ایک عجیب وغریب مجمع ہے۔ اس مبارک مجمع میں ایک بزرگ ابوعبداللہ اندلسی کے نام سے مشہور ہیں جو اکثر اہل عراق کے پیرومرشد اور استاذ محدث ہیں آپ کے مریدین کی تعداد بارہ ہزار تک پہنچ چکی ہے جن کا ایک عبرت ناک واقعہ ہمیں اس وقت ہدیہ نظرین کرنا ہے۔

یہ بزرگ علاوہ زاہد وعابد اور عارف باللہ ہونے کے حدیث وتفسیر میں بھی ایک جلیل القدر امام ہیں بیان کیا جاتا ہے کہ آپ کو تیس ہزار حدیثیں حفظ تھیں اور قرآن شریف کو تمام روایات قرات کے ساتھ پڑھتے تھے۔ ایک مرتبہ آپ نے سفر کا ارادہ کیا تلامذہ اور مریدین کی جماعت میں سے بہت سے آدمی آپ کے ساتھ ہو لئے۔ جن میں حضرت جنید بغدادی اور حضرت شبلیؒ بھی ہیں۔ حضرت شبلی قدس اللہ سرہ کا بیان ہے کہ ہمارا قافلہ خدا تعالیٰ کے فضل وکرم سے نہایت امن وامان اور آرام واطمینان کے ساتھ منزل بہ منزل مقصود کی طرف بڑھ رہا تھا کہ ہمارا گذر

عیسائیوں کی ایک بستی پر ہوا۔ نماز کا وقت ہو چکا تھا لیکن پانی موجود نہ ہونے کی وجہ سے اب تک ادا نہ کر سکے تھے۔ بستی میں پہنچ کر پانی کی تلاش ہوئی ہم نے بستی کا چکر لگایا اس دوران میں ہم چند مندروں او گرجاگھروں پر پہنچے جن میں آفتاب پرستوں، یہودیوں اور صلیب پرست نصرانیوں کے رہبان اور پادریوں کا مجمع تھا کوئی آفتاب کو پوجتا اور کوئی آگ کو ڈنڈوت کرتا تھا اور کوئی صلیب کو اپنا قبلہ حاجات بنائے ہوئے تھا ہم یہ دیکھ کر متعجب ہوئے اور ان لوگوں کی کم عقلی اور گمراہی پر حیرت کرتے ہوئے آگے بڑھے۔ آخر گھومتے گھومتے بستی کے کنارے پر ہم ایک کنوئیں پر پہنچے۔ جس پر چند نوجوان لڑکیاں پانی پلا رہی تھیں۔ اتفاق سے شیخ مرشد ابو عبداللہ اندلسی کی نظر ان میں سے ایک لڑکی پر پڑی جو اپنے خداداد حسن و جمال میں سب ہمجولیوں میں ممتاز ہونے کے ساتھ زیور او رلباس سے آراستہ تھی شیخ کی اس سے چار آنکھیں ہوتے ہی حالت دگرگوں ہونے لگی چہرہ بدلنے لگا۔ اس انتشار طبع کی حالت میں شیخ اس کی ہمجولیوں سے مخاطب ہو کر کہنے لگے یہ کس کی لڑکی ہے۔

لڑکیاں۔ یہ اس بستی کے سردار کی لڑکی ہے۔

شیخ۔ پھر اس کے باپ نے اس کو اتنا ذلیل کیوں بنا رکھا ہے کہ کنویں سے خود ہی پانی بھرتی ہے کیا وہ اس کے لئے کوئی ماما نوکر نہیں رکھ سکتا۔ جو اس کی خدمت کرے۔

لڑکیاں۔ کیوں نہیں مگر اس کا باپ ایک نہایت عقیل اور فہیم آدمی ہے اس کا مقصود یہ ہے کہ لڑکی اپنے باپ کے مال و متاع حشم و خدم پر غرہ ہو کر کہیں اپنے فطری اخلاق خراب نہ کر بیٹھے اور نکاح کے بعد شوہر کے یہاں جا کر اس کی خدمت میں کوئی قصور نہ کرے۔

حضرت شبلی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ شیخ اس کے بعد سر جھکا کر بیٹھ گئے اور تین دن کامل اس پر گذر گئے کہ نہ کچھ کھاتے ہیں نہ پیتے اور نہ کسی سے کلام کرتے ہیں البتہ جب نماز کا وقت آتا ہے تو نماز ادا کر لیتے ہیں۔ مریدین اور تلامذہ کی کثیر التعداد جماعت ان کے ساتھ ہے لیکن سخت ضیق میں ہیں کوئی تدبیر نظر

ہیں آئی۔

حضرت شبلی فرماتے ہیں کہ تیسرے دن میں نے یہ حالت دیکھ کر پیش قدمی کی اور عرض کیا کہ اے شیخ آپ کے مریدین آپ کے اس مستمر سکوت سے متعجب اور پریشان ہیں کچھ تو فرمائیے کیا حال ہے۔

شیخ۔ (قوم کی طرف متوجہ ہو کر) میرے عزیزو! میں اپنی حالت تم سے کب تک چھپاؤں پرسوں میں نے جس لڑکی کو دیکھا ہے اس کی محبت مجھ پر اتنی غالب آ چکی ہے کہ میرے تمام اعضا وجوارح پر اسی کا تسلط ہے اب کسی طرح ممکن نہیں کہ اس سرزمین کو چھوڑ دوں۔

حضرت شبلی۔ اے ہمارے سردار آپ اہل عراق کے پیرو مرشد علم وفضل اور زہد وعبادت میں شہرہ آفاق ہیں۔ آپ کے مریدین کی تعداد بارہ ہزار سے متجاوز ہو چکی ہے بطفیل قرآن عزیز ہمیں اور ان سب کو رسوا نہ کیجئے۔

شیخ۔ میرے عزیز! میرا اور تمہارا نصیب تقدیر خداوندی ہو چکی ہے مجھ سے ولایت کا لباس سلب کرلیا گیا اور ہدایت کی علامات اٹھالی گئیں۔ یہ کہہ کر رونا شروع کیا اے میری قوم قضاوقدر نافذ ہو چکی ہے اب کام میرے بس کی نہیں ہے۔

حضرت شبلی فرماتے ہیں کہ ہمیں اس عجیب واقعہ پر سخت تعجب ہوا اور حسرت سے رونا شروع کیا۔ شیخ بھی ہمارے ساتھ رو رہے تھے۔ یہاں تک کہ زمین آنسوؤں کے امنڈ آنے والے سیلاب سے تر ہوگئی۔ اس کے بعد ہم مجبور ہو کر اپنے وطن بغداد کی طرف لوٹے لوگ ہمارے آنے کی خبر سن کر شیخ کی زیارت کے لئے شہر سے باہر آئے اور شیخ کو ہمارے ساتھ نہ دیکھ کر سبب دریافت کیا۔ ہم نے سارا واقعہ بیان کیا۔ واقعہ سن کر لوگوں میں کہرام مچ گیا۔ شیخ کے مریدوں میں سے کثیر التعداد جماعت تو اسی غم و حسرت میں اسی وقت عالم آخرت کو سدھار گئی اور باقی لوگ گڑگڑا کر خدائے بے نیاز کی بارگاہ میں دعائیں کر رہے ہیں کہ اے مقلب القلوب شیخ کو ہدایت کر اور پھر اپنے مرتبہ پر لوٹا دے۔ اس کے بعد تمام خانقاہیں بند ہو گئیں۔ اور ہم ایک سال تک اسی حسرت و افسوس میں شیخ کے فراق میں لوٹتے رہے ایک سال کے بعد جب ہم مریدوں نے ارادہ کیا کہ چل کر شیخ کی خبر

لیں۔ کہاں ہیں اور کس حال میں ہیں تو ہماری ایک جماعت نے سفر کیا اور
گاؤں میں پہنچ کر وہاں کے لوگوں سے شیخ کا حال دریافت کیا۔

گاؤں والے: وہ جنگل میں سور چرا رہا ہے۔

ہم: خدا کی پناہ! یہ کیا ہوا

گاؤں والے: اس نے سردار کی لڑکی سے منگنی کی تھی اس کے باپ نے
شرط پر منظور کرلیا اور وہ جنگل میں سور چرانے کی خدمت پر مامور ہے۔

ہم: یہ سن کر ششدر رہ گئے اور غم سے ہمارے کلیجے پھٹنے لگے۔ آنکھوں سے
بیساختہ آنسوؤں کا طوفان امڈنے لگا۔ بمشکل دل تھام کر اس جنگل میں پہنچے جہاں
وہ سور چرا رہے تھے دیکھا تو شیخ کے سر پر نصاری کی ٹوپی ہے اور کمر میں زنار
باندھی ہوئی ہے۔ اور اس عصا پر ٹیک لگائے ہوئے تھے۔ جس سے وعظ اور خطبے
کے وقت سہارا لیا کرتے تھے۔ جس نے ہمارے زخموں پر نمک پاشی کا کام کیا۔ شیخ
اپنی طرف آتے دیکھ کر سر جھکالیا۔ ہم نے قریب پہنچ کر السلام علیکم کہا۔

شیخ: (کسی قدر دبی زبان سے) وعلیکم السلام

شبلی: اے شیخ! اس علم وفضل اور حدیث تفسیر کے ہوتے ہوئے آج تمہارا کیا
حال ہے؟

شیخ: میرے بھائیوں! میں اپنے اختیار میں نہیں۔ میرے مولانے جیسا چاہا مجھے ویسا
کر دیا۔ اور اس قدر مقرب بنانے کے بعد جب چاہا کہ مجھے اپنے دروازہ سے دور
پھینک دے تو پھر اس کی قضا کو کون ٹالنے والا تھا۔ اے عزیزو! خدائے بے نیاز
کے قہرو غضب سے ڈرو۔ اپنے علم وفضل پر مغرور نہ ہو۔ اس کے بعد آسمان کی
طرف نظر اٹھا کر کہا۔ اے میرے مولا! میرا گمان تو تیرے بارے میں ایسا نہ تھا کہ
تو مجھ کو ذلیل وخوار کرکے اپنے دروازہ سے نکال دے گا۔ یہ کہہ کر خدا تعالیٰ سے
استغاثہ کرنا اور رونا شروع کر دیا۔ (میرے والد صاحب اس قصہ کو سناتے وقت یہ
شعر بھی شیخ کی طرف سے پڑھا کرتے تھے۔

بے نیازی نے تری اے کبریا
مجھ غریب وخستہ کو کیا کیا کیا

(کسی عربی شعر کا ترجمہ کسی اردو داں شاعر نے کیا ہو گا) اور شیخ نے آواز
ترجمہ: کہ اے شبلی اپنے غیر کو دیکھ کر عبرت حاصل کر (حدیث میں ہے
السعید من وعظ بغیرہ)
نیک بخت وہ ہے جو دوسروں کو دیکھ کر نصیحت حاصل کرے۔
شبلی ... رونے کی وجہ سے لکنت کرتی ہوئی آواز سے نہایت دردناک لہجے میں)
اے ہمارے پروردگار ہم تجھ ہی سے مدد طلب کرتے ہیں اور تجھ ہی سے استغاثہ
کرتے ہیں ہر کام میں ہم کو تیرا ہی بھروسہ ہے ہم سے یہ مصیبت دور کردے کہ
تیرے سوا کوئی دفعہ کرنے والا نہیں۔
ترجمہ ان کا رونا اور ان کی دردناک آواز سنتے ہی سب کے سب وہیں جمع ہو گئے اور
زمین پر مرغ بسمل کی طرح لوٹنا تڑپنا اور چلانا شروع کر دیا اور اس زور سے چیخے کہ
ان کی آواز سے جنگل اور پہاڑ گونج اٹھے یہ میدان میدان حشر کا نمونہ بن گیا ادھر
شیخ حسرت کے عالم میں زار زار رو رہے تھے۔
حضرت شبلی: شیخ آپ حافظ قرآن تھے اور قرآن کو ساتوں قرات سے پڑھا کرتے
تھے اب بھی اس کی کوئی آیت یاد ہے۔
شیخ: اے عزیز! مجھے قرآن میں دو آیت لے سوا کچھ یاد نہیں رہا
حضرت شبلی: وہ دو آیتیں کونسی ہیں۔
شیخ: ایک تو یہ ہے

ومن یھن اللہ فمالہ من مکرم ان اللہ یفعل ما یشاء

(جس کو اللہ ذلیل کرتا ہے اس کو کوئی عزت دینے والا نہیں۔ بے شک اللہ تعالیٰ
جو چاہتا ہے کرتا ہے) اور دوسری یہ ہے

ومن یتبدل الکفر بالایمان فقد ضل سوآء السبیل

(جس نے ایمان کے بدلے میں کفر اختیار کیا۔ تحقیق وہ سیدھے راستہ سے گمراہ
ہوگیا)
شبلی: اے شیخ آپ کو تمیں ہزار حدیثیں مع اسناد کے برزبان یاد تھیں اب ان
میں سے بھی کوئی یاد ہے؟

شیخ: صرف ایک حدیث یاد ہے یعنی

من بدل دینه فاقتلوه

(جو شخص اپنا دین بدل ڈالے اس کو قتل کر ڈالو)

شبلی: ہم یہ حال دیکھ کر بصد حسرت ویاس شیخ کو وہیں چھوڑ کر واپس ہوئے اور بغداد کا قصد کیا۔ ابھی تین منزل طے کرنے پائے تھے۔ کچھ تیسرے روز اچانک شیخ کو اپنے آگے دیکھا کہ نہر سے غسل کر کے نکل رہے ہیں اور باآواز بلند شہادتین اشهدان لا اله الا الله واشهد ان محمدا رسول الله پڑھتے جاتے تھے اس وقت ہماری مسرت کا اندازہ وہی شخص کر سکتا ہے جس کو اس سے پہلے ہماری مصیبت اور حسرت ویاس کا اندازہ ہو۔

شیخ: (قریب پہنچ کر) مجھے ایک پاک کپڑا دو اور کپڑا لے کر سب سے پہلے نماز کی نیت باندھی۔ ہم منتظر ہیں کہ شیخ نماز سے فارغ ہوں تو مفصل واقعہ سنیں۔ تھوڑی دیر کے بعد شیخ نماز سے فارغ ہوئے اور ہماری طرف متوجہ ہو کر بیٹھ گئے۔

ہم: اس خدائے علیم وقدیر کا ہزار ہزار شکر جس نے آپ کو ہم سے ملایا اور ہماری جماعت کا شیرازہ بکھر جانے کے بعد پھر درست فرمادیا۔ مگر ذرا بیان تو فرمائیے کچھ اس انکار شدید کے بعد پھر آپ کا آنا کیسے ہوا؟

شیخ: میرے دوستو جب تم مجھے چھوڑ کر واپس ہوئے میں نے گڑگڑا کر اللہ تعالی سے دعا کی کہ خداوندا! مجھے اس جنجال سے نجات دے میں تیرا خطاکار بندہ ہوں۔ اس سمیع الدعاء بایں ہمہ میری آواز سن لی اور میرے سارے گناہ محو کر دیئے۔

ہم: شیخ! کیا آپ کے اس ابتلاء (آزمائش) کا کوئی سبب تھا؟

شیخ: ہاں! جب ہم گاؤں میں اترے اور بت خانوں اور گرجا گھروں پر ہمارا گذر ہوا آتش پرستوں اور صلیب پرستوں کو غیر اللہ کی عبادت میں مشغول دیکھ کر میرے دل میں تکبر اور بڑائی پیدا ہوئی کہ ہم مومن موحد ہیں اور یہ کم بخت کیسے جاہل واحمق ہیں کہ بے حس و بے شعور چیزوں کی پرستش کرتے ہیں۔ مجھے اسی وقت ایک غیبی آواز دی گئی کہ یہ ایمان و توحید کچھ تمہارا ذاتی کمال نہیں کہ سب

ہوئی ذلّت سے ہے کیا تم اپنے ایمان کو اپنے اختیار میں سمجھتے ہو اور اگر تم چاہو تو نہیں بھی بتلا دیں اور مجھے اسی وقت یہ احساس ہوا کہ گویا کوئی جانور میرے سینے سے نکل کر اڑ گیا ہے جو درحقیقت ایمان تھا۔

حضرت شبلی: اس کے بعد ہمارا قافلہ نہایت خوشی اور کامیابی کے ساتھ بغداد پہنچا سب مریدین شیخ کی زیارت اور ان کے دوبارہ قبول اسلام سے خوشیاں منا رہے ہیں خانقاہیں اور حجرے کھول دیئے گئے۔ بادشاہ وقت شیخ کی زیارت کے لئے حاضر ہوا اور کچھ ہدایا پیش کئے شیخ پھر اپنے قدیم شغل میں مشغول ہو گئے اور پھر وہی حدیث و تفسیر وعظ تذکیر تعلیم و تربیت کا دور شروع ہو گیا۔ خداوند عالم نے شیخ کا بھولا ہوا علم پھر ان کو عطا فرما دیا۔ بلکہ اب نسبتاً پہلے سے ہر علم وفن میں ترقی ہے تلامذہ کی تعداد چالیس ہزار اور اسی حالت میں ایک مدت گذر گئی ایک روز ہم صبح کی نماز پڑھ کر شیخ کی خدمت میں بیٹھے ہوئے تھے کہ اچانک کسی شخص نے حجرہ کا دروازہ کھٹکھٹایا۔ میں دروازہ پر گیا تو دیکھا کہ ایک شخص سیاہ کپڑوں میں لپٹا ہوا کھڑا ہے۔

میں: آپ کون ہیں کہاں سے آئے ہیں؟ کیا مقصود ہے

آنے والا: اپنے شیخ سے کہہ دو کہ وہ لڑکی جس کو آپ فلاں گاؤں میں (اس گاؤں کا نام لے کر جس میں شیخ مبتلا ہوئے تھے) چھوڑ کر آئے تھے آپ کی خدمت کے لئے حاضر ہے سچ ہے کہ جب کوئی خدا تعالیٰ کا ہو رہتا ہے تو سارا جہاں اس کا ہو جاتا ہے اور جو اللہ سے منہ موڑ لیتا ہے تو ہر چیز اس سے منہ موڑ لیتی ہے۔

چوں از و گشتی ہمہ چیز از تو گشت

میں شیخ کے پاس گیا۔ واقعہ بیان کیا شیخ سنتے ہی زرد ہو گئے اور خوف سے کانپنے لگے۔ اس کے بعد اس کو اندر آنے کی اجازت دی۔

لڑکی شیخ کو دیکھتے ہی زار زار رو رہی ہے شدت گریہ دم لینے کی اجازت نہیں دیتی کہ کچھ کلام کرے۔

شیخ: (لڑکی سے خطاب کر کے) تمہارا یہاں آنا کیسے ہوا؟ اور یہاں تک تمہیں کس نے پہونچایا

لڑکی: اے میرے سردار! جب آپ ہمارے گاؤں سے رخصت ہوئے اور مجھے
ملی میری بے چینی اور بے قراری جس حد کو پہونچی اس کو کچھ میرا ہی دل جانتا ہے
نہ بھوک رہی نہ پیاس نیند تو کہاں آتی میں رات بھر اسی اضطراب میں رہ کر
کے قریب ذرا لیٹ گئی۔ اور اس وقت مجھ پر کچھ غنودگی سی غالب ہوئی۔ اس
غنودگی میں میں نے خواب میں ایک شخص کو دیکھا جو کہہ رہا تھا کہ اگر تو مومن
میں داخل ہونا چاہتی ہے تو بتوں کی عبادت چھوڑ دے اور شیخ کا اتباع کر اور اپنے
دین سے توبہ کر کے شیخ کے دین میں داخل ہو جا۔

میں: (اسی خواب کے عالم میں اس شخص کو خطاب کرکے) شیخ کا دین کیا ہے۔

شخص: اس کا دین اسلام ہے۔

میں: اسلام کیا چیز ہے؟

شخص: اس بات کی دل اور زبان سے گواہی دینا کہ خدا تعالیٰ کے سوا کوئی معبود
نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے برحق رسول اور پیغمبر ہیں۔

میں: تو اچھا میں شیخ کے پاس کس طرح پہنچ سکتی ہوں؟

شخص: ذرا آنکھیں بند کرلو اور اپنا ہاتھ میرے ہاتھ میں دے دو۔

میں: "بہت اچھا" یہ کہا اور کھڑی ہوگئی اور ہاتھ اس شخص کے ہاتھ میں دے دیا۔

شخص: میرا ہاتھ پکڑے ہوئے تھوڑی دیر چل کر بولے۔ "بس کھول دو"۔

میں نے آنکھیں کھولیں۔ اپنے کو دجلہ (ایک نہر ہے جو بغداد کے نیچے بہتی
ہے) کے کنارے پایا۔ اب میں متحیر ہوں اور آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھ رہی ہوں کہ
میں چند منٹوں میں کہاں سے کہاں پہنچ گئی۔

اس شخص نے آپ کے حجرہ کی طرف اشارہ کرکے کہا۔ یہ سامنے شیخ کا حجرہ
ہے، وہاں چلی جاؤ۔ اور شیخ سے کہہ دو کہ آپ کا بھائی خضر (علیہ السلام) آپ کو
سلام کہتا ہے میں اس شخص کے اشارہ کے موافق یہاں پہنچ گئی، اور اب آپ کی
خدمت کے لئے حاضر ہوں مجھے مسلمان کرلیجئے۔

شیخ نے اس کو مسلمان کرکے اپنے پڑوس کے ایک حجرے میں ٹھہرا دیا کہ
یہاں عبادت کرتی رہو۔

لڑکی عبادت میں مشغول ہوگئی اور زہد و عبادت میں اپنے اکثر اقران سے سبقت لے گئی۔ دن بھر روزہ رکھتی ہے اور رات بھر اپنے مالک بے نیاز کے سامنے ہاتھ باندھے کھڑی رہتی ہے۔ محنت سے بدن ڈھل گیا۔ ہڈی اور چمڑے کے سوا کچھ نظر نہیں آتا۔ آخر اسی میں مریض ہوگئی اور مرض اتنا ممتد ہوا کہ موت کا نقشہ آنکھوں کے سامنے پھر گیا' اور اب اس مسافر آخرت کے دل میں اس کے سوا کوئی حسرت باقی نہیں کہ ایک مرتبہ شیخ کی زیارت سے اپنی آنکھیں ٹھنڈی کرے۔ کیونکہ جس وقت سے اس حجرے میں مقیم ہے' نہ شیخ نے اس کو دیکھا اور نہ وہ شیخ کی زیارت کر سکی۔ جس سے آپ چند گھڑی مہمان کی حسرت کا اندازہ کر سکتے ہیں۔ آخر شیخ کو کہلا بھیجا کہ موت سے پہلے ایک مرتبہ میرے پاس ہو جائیں۔

شیخ یہ سن کر فوراً" تشریف لائے۔ جاں بلب لڑکی حسرت بھری نگاہوں سے شیخ کی طرف دیکھنا چاہتی ہے مگر آنسوؤں میں ڈبڈبائی ہوئی آنکھیں اسے ایک نظر بھر کردیکھنے کی مہلت نہیں دیتیں۔ آنسوؤں کا ایک تار بندھا ہوا ہے مگر ضعف سے بولنے کی اجازت نہیں لیکن اس کی زبان بے زبان یہ کہہ رہی ہے۔

دم آخر ہے ظالم دیکھ لینے دے نظر بھر کر   سدا پھر دیدہ تر کرتے رہنا اشک افشانی

آخر لڑکھڑائی ہوئی زبان اور بیٹھی ہوئی آواز سے اتنا لفظ کہا۔ "السلام علیکم"۔

شیخ: (شفقت آمیز آواز سے) تم گھبراؤ نہیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ عنقریب ہماری ملاقات جنت میں ہونے والی ہے۔

لڑکی شیخ کے ناصحانہ کلمات سے متاثر ہو کر خاموش ہوگئی' اور اب یہ خاموشی ممتد ہوئی کہ یہ مہر سکوت صبح قیامت سے پہلے نہ ٹوٹے گی۔ اس پر کچھ دیر نہیں گذری تھی' کہ مسافر آخرت نے اس دار فانی کو خیرباد کیا۔

شیخ اس کی وفات پر آبدیدہ ہیں مگر ان کی حیات بھی دنیا میں چند روز سے زائد نہیں رہی حضرت شبلی رحمتہ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ چند ہی روز کے بعد شیخ اس عالم فانی سے رخصت ہوئے۔ کچھ دنوں کے بعد میں نے شیخ کو خواب میں دیکھا کہ

Scanned with CamScanner

جنت کے ایک پر فضا بانے میں مقیم ہیں، اور ستر (70) حوروں سے ا
ہے، جن میں پہلی وہ عورت جس کے ساتھ نکاح ہوا یہی لڑکی ہے اور
دونوں ابدالآباد کے لئے جنت کی بیش قیمت نعمتوں میں خوش و خرم ہیں
فضل اللہ یوتیہ من یشاء

(ماخوذ از آپ بیتی 5/70)

حضرت شیخ سعدی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

مرا پیر دانائے روشن شہاب
دو اندرز فرمود بر روئے آب
یکے آنکہ بر خویش خودبین مباش
دگر آنکہ بر غیر بدبیں مباش

ترجمہ: فرماتے ہیں۔ میرے شیخ روشن ضمیر شیخ شہاب الدین سہروردی قدس سرہ نے کشتی میں بیٹھے ہوئے دو نصیحتیں فرمائی تھیں۔ یہ کہ اپنے اوپر کبھی خودبینی میں مبتلا نہ ہو۔ دوسرے یہ کہ دوسرے کے اوپر بدبینی (تحقیر) نہ کیجیو۔

آپ بیتی نمبر 5/72

دارالافتاء

مفادِ عامہ اور مساجد

مفتی غلام الرحمٰن

پچھلے دنوں حضرت مفتی صاحب اسٹنٹ کمشنر مردان کی دعوت پر مردان تشریف لے گئے تھے۔ شیخ ملتون ٹاؤن کے قریب ایک ہسپتال زیرِ تعمیر ہے۔ اس مجوزہ قطعہ اراضی کے ایک کونے میں مین روڈ کے کنارے پر تقریباً" 20 سالہ پرانی مسجد ہے نقشہ کے مطابق ہسپتال کے روڈ کو مسجد کے صحن میں سے گزارنا ہوگا۔ جس کے لئے مسجد کے صحن میں روڈ کا راستہ بنا کر بجری وغیرہ ڈال دی ہے۔ دوسری طرف مسجد کا ہال مین روڈ کے کنارے پر لمبی گرین بلٹ (گھاس کی ہری پٹی) کی زد میں ہے۔ اس طرح گویا پوری مسجد ہسپتال کے روڈ اور گرین بیلٹ کی نذر ہو جائے گی۔

مقامی علماء کرام کی تحریک و تشویش پر اے سی صاحب نے حضرت مفتی صاحب کو موقعہ دیکھنے کی درخواست کی۔ مفتی صاحب نے مقامی علماء اے سی صاحب اور دوسرے سرکاری ذمہ دار حضرات کی موجودگی میں ہسپتال اور مسجد کا معائینہ کرکے عدالت میں ان سب حضرات کی موجودگی میں اس مسجد کو برقرار رکھنے کے بارے میں اہم فتویٰ صادر کیا۔ قارئین کرام کی دلچسپی کے لئے اس اہم تاریخی فیصلہ اور فتویٰ کو شائع کیا جا رہا ہے۔

ذاکر حسن نعمانی

مردان کے نوشہرہ روڈ پر شیخ ملتون ٹاؤن کیساتھ ایک گاؤں دامان کلے کے نام سے آباد تھا۔ صنعتی علاقہ ہونے کے علاوہ زندگی کے مختلف شعبوں سے تعلق رکھنے والے لوگ یہاں رہائش پذیر تھے۔ مقامی ضرورت کو مدنظر رکھتے ہوئے مالک زمین نے ایک مخصوص قطعہ اراضی مسجد کے لئے باقاعدہ وقف کیا۔ جس پر باقاعدہ مسجد بن کر بائیس سال سے مقامی لوگوں کے علاوہ برلب روڈ ہونے کی وجہ عام راہ گزر کے استعمال میں رہی۔ مسجد کا باقاعدہ وسیع ہال ہے۔ صحن کی چار دیواری کا احاطہ عام لوگ مشاہدہ کر سکتے ہیں۔ جبکہ مشرقی جانب کچھ کمرے بھی بنائے گئے ہیں۔ جو

Scanned with CamScanner